اساتذہ کے لئے رہنما اصول

بریگیڈیئر ڈاکٹر فیوض الرحمٰن

اس مقالہ میں چند ایسے اصول بیان کئے گئے ہیں جن کی پابندی اساتذہ، معلمین کے لئے بڑی ہی مفید ثابت ہوگی۔

شاگردوں پر شفقت ونرمی:

اساتذہ کو چاہئے کہ شاگردوں پر شفقت کریں اور انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھیں، رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

انما انالكم مثل الوالد لولده ۔ (ابوداؤد)

میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے والد اپنی اولاد کے لئے ہوتا ہے۔

ابو ہارون عبدی اور کا کہنا ہے کہ جب ہم طالب علم حضرت ابوسعید خدریؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو فرماتے ''خوش آمدید! خوش آمدید''

سنو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> عنقریب زمین تمہارے لئے مسخر کردی جائے گی اور تمہارے پاس کم عمر آئیں گے جو علم کے بھوکے پیاسے ہوں گے۔ دین کی سمجھ کے خواہش مند ہوں گے اور تم سے سیکھنا چاہیں گے، پس جب وہ آئیں تو انہیں تعلیم دینا، مہربانی سے پیش آنا اور ان کی آؤ بھگت کرنا اور حدیث بتانا۔

اساتذہ کو غصہ اور طیش میں نہیں آنا چاہئے، تجربے سے یہ ثابت ہے کہ سخت کلمات کی بہ نسبت نرم کلمات زیادہ مؤثر ہوتے ہیں۔

امام غزالیؒ کا ارشاد ہے کہ ''استاذ کو بردبار اور حلیم الطبع ہونا چاہئے''۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ ''جب تک تیرا غصہ باقی ہے اپنے آپ کو اہل علم میں شمار نہ کر''۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ''معلم کو مہر و محبت کا مجسم ہونا چاہئے، درشت خو آدمی کی بات سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا''

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

فبما رحمة من الله لنت لهم ج ولو كنت فظا، غليظ القلب لانفضوا من حولك۔ (آل عمران:۱۵۹)

آپ اللہ کی مہربانی سے ان کے لئے نرم واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ سخت، درشت خو ہوتے تو لوگ آپ سے ہٹ جاتے۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہے:

اپنے شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص و محبت سے پیش آو کہ دوسرا دیکھے تو سمجھے کہ یہ تمہاری اولاد ہیں۔

طلبہ کو مارنا نہیں چاہئے، کیا اساتذہ اپنی طالب علمی کے دوران اپنے لئے اس مار کو پسند کرتے تھے؟ حدیث میں ہے:

لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه۔

اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے اندر یہ بات نہ ہو کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک مرتبہ صحنِ مسجد میں درس دے رہے تھے۔ بارش ہونے لگی۔ طلبہ اپنی اپنی کتابیں لے کر اندر چلے گئے۔ حضرت نے ان کے جوتے اٹھائے اور حفاظت کی جگہ رکھ دیے۔

امام سفیان بن عیینہؒ ایک مرتبہ کسی بات پر طلبہ سے ناراض ہو گئے اور کہا:

لقد هممت ان لا احدثكم شهراً

میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ تمہیں ایک ماہ تک درس نہ دوں۔

اس پر ایک نوجوان طالب نے عرض کیا:

یاابا محمد! لن جانبک وحسن قولک وتأس بصالحی سلفک واجمل مجالسة جلسائک فقد اصبحت بقیة الناس وامینا لله ورسوله علی العلم۔

آپ نرمی فرمائیں اور اچھی بات کیجئے، اپنے اسلاف کرام کی پیروی کیجئے اپنے حلقہ نشینوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے کیونکہ آپ ان بزرگوں کی ید [illegible] اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علم کے امین اور ذمے دار ہیں۔

شاگرد کی اس بات سے استاذ پر رقت طاری ہوگئی، بہت روئے اور یہ شعر پڑھا:

بستیاں خالی ہوگئیں تو میں بغیر سردار بنائے سردار بن گیا اور تنہا میری سرداری میرے لئے بڑی آزمائش ہے۔

اور پھر تمام طلبہ کو پڑھانا شروع کردیا۔

خلاصِ نیت:

اساتذہ کو چاہئے کہ درس وتدریس میں انتہائی خلوص سے کام لیں، تدریس سے مقصود دنیا کمانا نہ ہو بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت کے لئے یہ کام کریں۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

من تعلم علماً مما یبتغی به وجه الله لایتعلمه الا لیطلب عرضاً من الدنیا لم یجد عرف الجنة یعنی ریحها۔ (ابوداؤد)

جس نے ایسا علم سیکھا جس سے اللہ کی رضامندی حاصل کی جاسکتی ہے

لیکن اس کا مقصد دنیا ہے تو اسے شخص کو جنت کی ہوا تک نہیں پہنچے گی۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے:

جس عالم کو دنیا سے محبت رکھنے والا دیکھو اس کو دین کے بارے میں اچھا نہ سمجھو اس لئے کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اسی میں گھسا کرتا ہے۔

اساتذہ کو بہر حال دنیوی حرص و لالچ سے بہت بلند ہونا چاہئے ورنہ وہ عزت کے اس مقام تک پہنچ نہیں سکیں گے جو اس مقدس پیشہ سے وابستہ ہے، بلکہ حرص و لالچ سے ملنے والا رزق ان کی عزت کو داؤں پر لگا دے گا۔

علامہ اقبال نے ویسے ہی نہیں کہا

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

یحییٰ بن معاذؒ کہتے ہیں کہ ''علم و حکمت کے ذریعہ سے جب دنیا طلب کی جائے تو ان کی رونق چلی جاتی ہے''۔

ایک عرب شاعر کا کہنا ہے

بئس المطاعم حین الذل تکسبھا
القدر منتصب والقدر مخفوض

وہ کھانے کسی قدر برے ہیں جن کو ذلت کے ساتھ تو حاصل کرتا ہے کہ ہانڈی تو چولہے پر چڑھی ہے اور عزت خاک میں مل رہی ہے۔

مشہور حافظ حدیث استاذ حماد بن سلمہؒ کے ایک شاگرد نے اپنے تجارتی سفر سے واپسی پر اپنے استاذ کی خدمت میں چند تحائف پیش کئے تو انہوں نے فرمایا:

ان دو باتوں میں سے ایک کو قبول کر و چاہو تو تمہارے تحفے قبول کرلوں

جانتے اس پر واللہ اعلم کہا کرو، کیوں کہ علم کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس میں لاعلمی کا اعتراف کرلے''۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ایک شخص نے سوال کیا تو جواب دیا ''میں نہیں جانتا'' وہ آدمی کہنے لگا عبداللہ نے کیا اچھا طریقہ اختیار کیا کہ جو نہیں جانتے اس سے لاعلمی کا اقرار کرلیا۔

حضرت مجاہدؒ سے وراثت کا ایک مسئلہ پوچھا گیا، جواب دیا ''میں نہیں جانتا'' کہا گیا آپ جواب کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا عبداللہ ابن عمر کو جو بات معلوم نہیں ہوتی تھی تو صاف صاف لفظوں میں اقرار کرلیتے کہ مجھے معلوم نہیں''۔

سعید ابن جبیرؒ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو کہنے لگے مجھے معلوم نہیں اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو علم نہ رکھنے پر علم کا دعویٰ کرے۔

امام مالکؒ نے عبداللہ ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عالم جب لاادری ''میں نہیں جانتا'' کہنا بھول جاتا ہے تو ٹھوکریں کھانے لگتا ہے''۔

حضرت ابوالدرداءؓ فرمایا کرتے تھے کہ لاعلمی کی صورت میں لاادری کہنا آدھا علم ہے۔

سلف صالحین کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو ذرا بھی اس میں تامل نہ ہوتا تھا کہ اگر ان کو کوئی بات معلوم نہ ہوتی تو فوراً اس کا اعتراف کرلیتے تھے یا دوسرے سے دریافت کر کے جواب دیتے۔

راقم الحروف کے استاذ مولانا حافظ محمد ادریسؒ کا کہنا ہے کہ ''آدمی کے علم سے چونکہ اس کی جہالت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اعتراف میں کیا حرج ہے''۔

شاگردوں کی تربیت:

تعلیم کا اصل مقصد ''بتانا'' نہیں بلکہ ''بنانا'' ہے۔ ہر ہر مضمون کے اساتذہ کا فرض ہے کہ اپنے شاگردوں کی محبت وشفقت کے ساتھ اصلاح کرتے رہیں۔ اصلاح کا سب سے مؤثر ذریعہ ذاتی نمونہ ہے اسے کسی بھی اسٹیج پر فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

لیکن پھر تم کو حدیث نہ پڑھاؤں گا اور اگر چاہتے ہو کہ تمہیں حدیث پڑھاؤں تو پھر ہدیہ قبول نہ کروں گا۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی کی خدمت میں عمر بن حریث نے کچھ اونٹ بطور ہدیہ پیش کئے آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے: ''ہم نے تمہارے لڑکے کو قرآن پڑھایا ہے اور کتاب اللہ پر ہم اجرت نہیں لیتے''۔

علامہ عیسیٰ بن یونس محدث کی خدمت میں ہارون الرشید کے مشہور وزیر جعفر برمکی نے ایک لاکھ درہم پیش کئے تو انہوں نے فرمایا کہ ''میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کی قیمت کھاؤں''۔

ان ہی کی خدمت میں ایک مرتبہ مامون رشید نے حدیث سننے کے بعد کافی رقم پیش کی تو فرمایا کہ لاشربة ماءٌ 'پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں'

علامہ ابراہیم الحربی کی خدمت میں متعدد بار خلیفہ وقت معتضد باللہ نے بڑی بڑی رقمیں بھیجیں لیکن انہوں نے ہر بار معذرت کردی۔ اس بار قاصد سے کہا کہ ''خلیفہ سے کہہ دیں کہ ہمیں پریشان نہ کریں ورنہ ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے''۔

مولانا تھانویؒ نے فرمایا:

ہرگز یہ دین فروشی نہیں آج کل تنخواہ لینی چاہئے کیوں کہ اس سے کام اچھی طرح ہوگا اور اس کا بار طبیعت پر رہے گا اور بدون تنخواہ لئے کام کا بار نہیں ہوتا۔

اس پر مولانا مرتضیٰ حسن نے عرض کیا:

تنخواہ لینے میں یہ تو مصلحت معلوم ہوئی مگر اس ضرر کا کیا علاج ہے کہ اس میں دین فروشی ہے؟

مولانا تھانویؒ نے فرمایا:

اگر کسی شخص کو ایک جگہ اتنی تنخواہ ملتی ہے کہ اس کے گزارے کے لئے

کافی ہے پھر دوسری جگہ اس سے زیادہ تنخواہ مل رہی ہے جس میں پہلی جگہ سے زیادہ دینی خدمت کی صورت نہیں ہے تو اگر وہ پہلی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے تو بے شک دین فروشی ہوگی۔

راقم الحروف کے استاذ پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی بن پروفیسر مولانا اصغر علی روحی (گورنمنٹ کالج لاہور) نے ایک مرتبہ دعا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تو عرض کیا گیا کہ ''چھوٹوں کی دعائیں تو بڑوں کو پہنچ ہی جاتی ہیں''

آپ بڑے ہیں اور پھر استاذ ہیں، آپ اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد فرماتے رہا کریں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہمیں استاذ نہ کہا کریں کہ اس سے کوفت ہوتی ہے۔

اس پر مؤدبانہ عرض کیا گیا کہ جب آپ ہمارے استاذ ہیں تو پھر کیا کہا کریں؟

فرمانے لگے بھئی ہم پڑھانے کی تنخواہ لیتے ہیں، استاذ تو وہ ہوتے تھے جو اللہ کے لئے بغیر کچھ لئے پڑھایا کرتا تھے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ آپ ہم سے تو کچھ نہیں لیتے حکومت سے لیتے ہیں، فرمایا میں تو اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا۔

حالانکہ گھر پہ طلبہ کو مفت پڑھایا کرتے تھے اور بڑی ہی محنت، محبت اور خلوص کے ساتھ پڑھاتے تھے۔ کئی طلبہ نے ان سے گھر پر تعلیم حاصل کر کے جامعہ پنجاب سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

شاگردوں کی خیر خواہی:

اساتذہ کو چاہئے کہ طلبہ کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کریں۔

الف: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب اپنے ایک شاگرد ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بہت ہی غریب ہیں اور ان کی والدہ چاہتی ہیں کہ محنت مزدوری کر کے کچھ لائیں تاکہ کھانے پینے کا انتظام ہو، تو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے ان کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا تھا جو ماں بیٹے کے جملہ اخراجات کے لئے کافی ہوتا تھا۔ بعد میں یہی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ چیف جسٹس کے منصب پر فائز ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے بارہا اپنے شاگردوں کی مالی مدد کی، امام محمدؒ نے بھی اسد ابن فرات کی مالی مدد کی، اسی طرح امام شافعیؒ کی بھی کئی بار مالی مدد کی تھی۔

تلامذہ کی یہ مالی مدد اس صورت میں ہے کہ جب کہ اساتذہ میں اس کی وسعت و گنجائش ہو۔

ب: سبق میں ہرگز ناغہ نہ کریں۔ اگر مجبوراً ناغہ ہوا ہو تو اس کی جس حد تک ممکن ہو تلافی کر دیں۔

ربیع بن سلیمان کہا کرتے تھے کہ ''ہمارے استاذ امام شافعیؒ نے مجھ سے کہا کہ اگر میں تجھے علم گھول کر پلا سکتا تو ضرور پلاتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کہا کرتے تھے کہ ''بخدا اگر یہ طلبہ میرے پاس نہ آسکیں تو میں خود ان کے پاس جا کر ان کو علم سکھاؤں''۔

ج: پڑھے ہوئے سبق کے متعلق اگلے روز سوال کر کے ان سے جوابات پوچھیں، ہفتہ میں ایک دن علمی سوالات ان سے کیا کریں تا کہ ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا رہے۔

د: ان میں اچھے اخلاق پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہیں تا کہ تعلیم کے ساتھ اصل مقصد یعنی تربیت کی بھی تکمیل ہو۔

ھ: اگر معلوم ہو جائے کہ سبق میں کوئی غلطی ہوگئی ہے تو رجوع کر لیں اور طلبہ کو صاف بتا دیں کہ فلاں بات میں نے غلط کہی تھی، اس کا صحیح مطلب یہ ہے۔ اس اعتراف میں اساتذہ کی بڑائی ہے، ہرگز توہین نہیں ہوتی، بلکہ ان کی دیانت وامانت کا سکہ طلبہ کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔

محمد ابن کعب قرظی کا کہنا ہے کہ اس شخص نے حضرت علیؓ سے ایک مسئلہ پوچھا، انہوں نے بتا دیا۔ ایک دوسرا شخص جو وہاں موجود تھا، اس نے کہا امیر المومنین! مسئلہ یوں نہیں یوں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ''بے شک تم صحیح کہتے ہو، مجھ سے غلطی ہوگئی''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ ''لوگو! جو بات جانتے ہو وہی کہو جو نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم انسانیت ہیں۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ **انما بعثت معلماً** ''کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔

اور مجھے معلم اس لئے بنا کر بھیجا گیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق سنوار دوں۔

بعثت لاتمم حسن الاخلاق۔

آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔ ''تمہیں آسانی کے لئے بھیجا گیا ہے سختی اور تنگی کے لئے نہیں''۔آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ **الدین یسر** ''دین آسان ہے''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔

اللہ تم سے آسانی کا ارادہ کرتا ہے تنگی کا نہیں۔(البقرۃ:۱۸۵)

تو جب اللہ تعالیٰ نے خود آسانی کا ارادہ فرمایا اور دین بھی آسان اور سہل بھیجا اور نبی کو بھی رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے ہر کام میں نرمی اور سہولت کا لحاظ فرمایا اور امت کو بھی اصلاح و تربیت کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ آسانی کا حکم دیا تو اب اس کے بعد کسی کی مجال کیا ہے کہ وہ آسانی اور سہولت کو اختیار نہ کرے۔خواجہ شمس الملک (جو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے استاذ ہیں) کا کوئی شاگرد اگر ناغہ کرتا تو فرماتے'' مجھ سے کیا قصور ہوا کہ آپ نہیں آئے''

اگر کسی شاگرد سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوگئی کہ جس کی اصلاح تنہائی میں زیادہ مفید ہو تو تنہائی میں کردینی چاہئے۔سب کے سامنے نہیں کہ اس کو شرم آئے گی۔''اس نصیحت کا تذکرہ البتہ بغیر نام لئے کیا جاسکتا ہے، تاکہ دوسرے بھی اس نصیحت کا تذکرہ البتہ بغیر نام لئے کیا جاسکتا ہے تاکہ دوسرے بھی اس نصیحت سے فائدہ حاصل کرسکیں۔

طلبہ کی تربیت کے سلسلہ میں سلف صالحین۔نیک بندوں کے واقعات اور ان کی طالب علمی کے حالات میں سے کوئی نہ کوئی واقعہ سنا دینا بھی بے حد مفید ہے۔

اگر طلبہ سے کوئی بات خلافِ طبیعت پیش آئے اور ناگواری کا باعث ہو تو معاف کردیں اور اپنے دل کو آئینے کی طرح پاک وصاف رکھیں۔ کسی طالب علم سے ناخوش ہو کر کینہ نہ رکھیں کہ اس سے دل سیاہ ہوتا ہے۔

آئین ماست سینہ چوں آئینہ داشتن
کفر است درطریقت ما کینہ داشتن

طلبہ کے وقت کا لحاظ رکھنا:

ہمیشہ وقت مقررہ پر اپنی کلاس میں جانا چاہئے تاکہ جب استاذہ اپنے طلبہ کو وقت کی پابندی کی نصیحت کریں تو انہیں اس پر حیرانی نہ ہو۔

پوری محنت کے ساتھ گھر سے اچھی طرح اسباق کی تیاری کر کے آئیں تاکہ وقتِ مقررہ پر کامیابی کے ساتھ پڑھا سکیں۔ اگر اپنے پاس نوٹس رکھنا مناسب ہو تو ضروری رکھ لیں تاکہ اپنے سابق اور موضوع سے نہ ہٹیں۔ جن استاذہ کو اپنا مضمون پرھانا آتا ہو طلبہ ہمیشہ دل سے ان کا احترام کرتے ہیں۔

طلبہ کا یہ تعلیمی وقت انتہائی قیمتی ہے یہ کسی صورت ضائع نہیں ہونا چاہئے بلکہ پوری طرح تعلیم وتعلم میں صرف ہونا چاہئے۔

طلبہ کے سامنے کسی کی برائی بیان نہ کرنا:

اساتذہ طلبہ کے لئے آئیڈیل اور نمونہ ہوتے ہیں ان کے شایانِ شان نہیں کہ ان طلبہ کے سامنے کسی کی برائی بیان کریں۔ بعض حضرات اپنے مضمون کی برتری کی خاطر طلبہ سے دوسرے مضامین اور ان کے اساتذہ کی اچھائی بیان نہیں کرتے یہ اچھی بات نہیں ہے، غیبت ویسے بھی کبیرہ گناہ ہے، اس سے خود بچنا اور دوسروں کو ممکن حد تک بچانا نہایت ضروری ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بات تو ہم ان کے منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایسے حضرات کی خدمت میں صاف عرض کردیا جائے کہ پھر ان ہی کے سامنے کہہ دیجئے گا۔ جو لوگ خود کسی کی برائی بیان کرنے اور غیبت سے باز نہیں آتے وہ کس منہ سے اپنے طلبہ یا دوسروں کو

اس عمل سے باز رہنے کی تلقین کیسے کر سکتے ہیں۔

کبھی کسی سے ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیئے جو اپنے لئے پسند نہ کرے۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا
اگر تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

سبق پڑھاتے وقت طلبہ کی سمجھ کے مطابق بات کرنا:

اساتذہ کو طلبہ کی سمجھ، صلاحیت اور استعداد کو سامنے رکھ کر بات کرنی چاہیئے۔ بعض اپنی قابلیت ظاہر کرنے کے لئے بہ تکلف مشکل ترین الفاظ کا چناؤ کر کے اپنی تقریر کو انتہائی مشکل بنا دیتے ہیں اور بعد میں جب طلبہ سے پوچھا جاتا ہے کہ سمجھ آئی؟ تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ تقریر اوپر سے گزر گئی۔ تدریس سے مقصود بھی تو فہم و تفہیم ہے اور اس سلسلے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اور نمونہ ہمیشہ اساتذہ کے پیش نظر رہنا چاہیئے۔

ارشاد فرمایا کہ ''ہمیں یہ حکم ہے کہ لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھیں اور ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق ان سے گفتگو کریں، جب کوئی کسی قوم کے سامنے ایسی بات کرتا ہے کہ جس کو وہ نہیں سمجھ سکتے تو وہ فتنہ کا سبب بن جاتی ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بالکل صاف اور واضح ہوتا تھا، امام مالکؒ کا ارشاد ہے:

عالم کے لئے مناسب نہیں ہے کہ کسی شخص کے سامنے ایسی بات کرے
جس کا سمجھنا اس کے بس میں نہ ہو

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا ارشاد ہے:

''مبتدی طلبہ سے منتہی طلبہ جیسی گفتگو کرنا مناسب نہیں''۔

طلبہ سے ذاتی خدمت لینے میں احتیاط:

طلبہ کی سعادت تو اسی میں ہے کہ اپنے اساتذہ کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں لیکن خود اساتذہ کو اس سلسلے میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔

☆ مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی ایک مرتبہ خط لکھ کر لیٹر بکس میں ڈلنے کے انتظار میں تھے کہ ایک طالب علم نے کہا حضرت مجھے دے دیں، میں جا کر ڈال دوں آپ خاموش رہے جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ بھائی! میں طالب علم سے اپنا ذاتی کام نہیں لینا چاہتا ہوں''۔

☆ امام ابن طاہر فنِ حدیث پڑھنے کے لئے امام حبان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ خود ہی اپنا سب کام کرتے ہیں، ایک مرتبہ ابن طاہر نے بہت اصرار بھی کیا مگر آپ نہ مانے، اس وقت ان کی عمر اناسی سال تھی۔

☆ ابو الاسود الدوئلی جو نحو کے امام تھے، آحر عمر میں فالج کا شکار ہوئے مگر انتہائی احتیاط کا یہ عالم کہ جتنا کام ممکن تھا خود ہی کرتے اور پاؤں گھسٹتے ہوئے بازار چلے جاتے حالانکہ ان کے ہزاروں شاگرد تھے۔

☆ امام بخاریؒ بھی اپنا کام خود کرتے تھے، جب انہوں نے شہر بخاری کے باہر ایک مہمان سرائے بنوائی تو اس کی تعمیر میں خود بھی مزدوروں کے ساتھ شریک رہے۔ ایک شاگرد نے کہا کہ آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ تو فرمایا یہ میرے لئے مفید ہے (**هذا الذی ینفعنی**)

عمل کا اہتمام کرنا:

اساتذہ کو چاہئے کہ شاگردوں کے سامنے عمل کا نمونہ ہوں۔ ایسے علم سے جس پر عمل نہ ہو حضور ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔

اللھم انی اعوذبک من علم لاینفع۔

اے اللہ! میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ان من اشر الناس عند الله منزلة یوم القیمة عالم لاینفع بعلم

سب سے بدترین شخص مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عالم

ہے جس کے علم سے نفع نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے:

الا ان شرالشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء۔

سب سے بدتر برے علماء اور سب سے بہتر اچھے علماء ہیں۔

حضرت ابو درداءؓ کا کہنا ہے کہ ''اس خوف سے لرز رہا ہوں کہ قیامت کے دن حساب دینے کے لئے کھڑا کیا جاؤں اور پوچھا جائے کہ تو نے علم تو حاصل کیا تھا مگر اس سے کام کیا لیا؟

ایک جگہ فرماتے ہیں ''جو نہیں جانتا اس کے لئے ایک ہلاکت ہے اور جو جانتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کے لئے سات ہلاکتیں ہیں''۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے سوال کیا گیا ''قرآن پاک میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ **ادعونی استجب لکم** ''مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا'' مگر کیا سبب ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا پانچ سبب سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی:

۱۔ تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا مگر اس کا حق ادا نہ کیا۔

۲۔ قرآن پاک پڑھا مگر اس پر عمل نہ کیا۔

۳۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کیا مگر سنت رسول ﷺ کی پیروی نہ کری۔

۴۔ ابلیس پر لعنت کی مگر اس کی فرمانبرداری بھی کرتے رہے۔

۵۔ اپنے عیبوں سے آنکھیں بند کر کے دوسروں کے عیب ڈھونڈتے رہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ ''باتیں بنانا سب جانتے ہیں لیکن اچھا وہی ہے جس کا قول و فعل یکساں ہو''

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے:

اے اہل علم! اپنے علم پر عمل کرو کیونکہ عالم وہی ہے جو عالم حاصل کر کے عمل کرتا ہے اور جس کے علم و عمل میں اختلاف نہیں ہوتا۔ عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم تو رکھیں گے مگر علم ان کے خلق سے نیچے نہ

اترے گا۔ان کا باطن ان کے ظاہر سے مختلف ہوگا۔ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہوگا مجلسیں جما کر بیٹھیں گے آپس میں فخر کریں گے اور لوگوں سے اس لئے ناراض ہو جایا کریں گے کہ ان کی مجلسیں چھوڑ کر دوسرے کی مجلس میں کیوں جا بیٹھے؟ ایسے لوگوں کے عمل اللہ تک نہیں پہنچیں گے۔

حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''لوگوں کو ان کے اعمال سے پرکھو نہ کہ اقوال سے اللہ تعالیٰ نے ایسا قول نہیں چھوڑا جس کی تصدیق یا تکذیب کے لئے کوئی نہ کوئی عمل نہ ہو۔ کسی کی میٹھی میٹھی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ یہ دیکھو کہ فعل کیسا ہے؟

ان ہی کا ارشاد ہے:

علم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو قلب میں ہے وہ نفع دینے والا علم ہے اور ایک وہ علم جو صرف زبان پر ہے، یہ اس پر حجت ہے۔

☆ حضرت قاسم بن محمدؒ کا کہنا ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہیں قول پسند نہ تھا، صرف عمل سے خوش ہوتے تھے''۔

☆ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ''علم عمل کو پکارتا ہے اگر جواب نہیں پاتا تو رخصت ہو جاتا ہے''۔

☆ حضرت مالک بن دینارؒ کا ارشاد ہے کہ '' آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں کہ اس کا دل سخت ہو جائے''

بے عمل عالم کی نصیحت کا اثر دل پر ایسے ہوتا ہے کہ جیسے بارش سنگلاخ چٹان پر۔

☆ عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ تم بغیر علم کے متقی نہیں ہو سکتے اور جب تک عمل نہ کرو حسین وجمیل نہیں بن سکتے''۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ''جو شخص علم میں لوگوں پر فوقیت و برتری رکھتا ہو اسے چاہئے کہ عمل میں بھی سب سے برتر ہو''

☆ حضرت سید رفائیؒ فرماتے ہیں کہ ''خبردار چھلنی کی طرح نہ ہونا کہ وہ عمدہ آٹا تو نکال نکال کر دوسروں کو دے دیتی ہے اور بھوسی اپنے پاس رکھتی ہے، اس طرح تمہارا حال نہ ہونا چاہئے کہ تم اپنے منہ سے دوسروں کے لئے تو حکمت کی باتیں نکالتے رہو اور خود تمہارے دلوں میں کھوٹ رہ جائے''

علامہ شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ ''کسی امام نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ صرف علم سے پاک ہو گیا اور نہ یہ کہ علم ہی سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ محض علم میں نفسانیت شریک ہوتی ہے، جب تک عمل نہ کیا جائے نفس برے اخلاق سے پاک نہیں ہوتا''

حضرت صالح مریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''طالب دنیا عالم کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیونکہ وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اور محض زبانی جمع خرچ سے علم کی تعریف کر کے تم کو فتنہ میں ڈال دے گا اس لئے کہ تم اس کی باتوں سے اس دھوکے میں پڑ جاؤ گے کہ عمل کی چنداں ضرورت نہیں صرف معلومات بڑھالینا ہی کافی ہے''۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کہتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میرا گزر ایک پتھر پر ہوا جس پر لکھا تھا مجھ کو پلٹ کر دیکھو عبرت حاصل کرو گے۔ میں نے اسے پلٹ کر دیکھا تو اس پر یہ لکھا ہوا تھا تم نے معلوم شدہ باتوں پر تو عمل نہیں کیا پھر نئی معلومات کرنے کی کس لئے فکر ہے؟''

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ''علم کو عمل کے لئے حاصل کرو اس پر بہت لوگ غلطی کر رہے ہیں اس لئے ان کا علم تو پہاڑوں کے برابر ہے اور عمل چیونٹیوں کے برابر''

''ہم نے پہلے لوگوں کی تو یہ حالت دیکھی تھی کہ جس قدر جس کسی کا علم بڑھتا تھا اسی قدر دنیا سے بے رغبتی ہوتی تھی مگر اب معاملہ مختلف ہے''

مالک بن دینارؒ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

یا معشر العلماء یاملح البلد

مایصلح الملح اذالملح فسد

''اے علماء کی جماعت! تم شہر میں نمک کی طرح ہو، بتاؤ اگر نمک ہی

خراب ہو جائے تو اسے کیا چیز درست کر سکتی ہے"

عوام کی حالت تو علماء کے ذریعے درست ہوتی ہے؟ اگر علماء ہی بگڑ جائیں تو ان کو کون درس کرے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے برا آدمی کون ہے؟ فرمایا "بگڑا ہوا عالم"

قرآن مجید میں اچھے اعمال کے کرنے پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ ہر جگہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا تذکرہ ہے بلکہ زندگی ملی ہی اس لئے ہے:

لیبلوکم ایکم احسن عملاً

تا کہ اللہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے سے اچھا عمل کون کرتا ہے۔

علم خوفِ خدا پیدا کرتا ہے، قرآن پاک میں ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

اللہ کے بندوں میں اس سے ڈرنے والے تو بس علماء ہی ہیں۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میں تم میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

اساتذہ کرام میں بھی اس کی جھلک ضرور نظر آنی چاہئے، ہو نہیں سکتا کہ اساتذہ تو علم وتقویٰ والے ہوں اور ان کے عمل کا اثر ان کے طلبہ پر صاف دکھائی نہ دے۔ لہٰذا علم برائے عمل اور تعلیم برائے تعمیل ہے۔

دعا کا اہتمام:

اساتذہ جس طرح اپنے اور اپنی آل اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں، بالکل اسی طرح انہیں اپنے شاگردوں کے لئے بھی دعائیں مانگنی چاہئیں، ہمارے اسلاف میں سے ایک بزرگ استاذ کے بارے میں راقم الحروف نے پڑھا ہے وہ لکھتے ہیں:

مجھے اپنی زندگی کا کوئی ایسا دن یاد نہیں کہ جس میں اپنے اساتذہ اور پھر اپنے شاگردوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگی ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانِ مبارک سے مسلم شریف کی روایت میں **اللّٰهم فقهه في الدين** ''اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا کر'' کے الفاظ آئے ہیں۔

ابن ماجہ میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد۔

ایک فقیہہ شیطان پر ایک ہزار عبادت گزار سے زیادہ بھاری ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عنقریب تمہارے پاس لوگ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئیں گے، جب تم انہیں دیکھو تو انہیں خوش آمدید نکلنے والی دعائیں دو حضور ﷺ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو ان الفاظ میں دعا دیتے ہیں اللّٰهم علمه الكتاب ''اے اللہ! انہیں کتاب کا علم عطا فرما (بخاری کتاب العلم)

ابن ماجہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فرحبوا بهم وحيوهم وعلموهم۔

انہیں خوش آمدید کہنا، ان کے لئے دعا کرنا اور انہیں علم سکھانا۔

اساتذہ کو بھی اس کا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔

اساتذہ کرام کے لئے کمپیوٹر ٹریننگ
حاصل کرنے کا نادر موقع

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کے زیر اہتمام

حکومت سندھ ایجوکیشن ڈپارٹ کے تعاون سے

اساتذہ کرام کے لئے مختصر ایام کا کمپیوٹر ٹریننگ کورس کا اہتمام کیا جارہا ہے

جو خواتین و حضرات دلچسپی رکھتے ہیں وہ جلد سے جلد رابطہ فرما کر

اپنے نام کی رجسٹریشن کروائیں

تاکہ تفصیلی پروگرام اور اوقات و تاریخ سے

آگاہ کیا جاسکے۔

نوٹ: واضح رہے شرکاء کو باقاعدہ سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے گا،

اور شرکاء سے کوئی فیس وصول نہیں کی جائے گی۔

چیف آرگنائزر

پروفیسر مفتی محمد عمار صاحب

(اسلامیہ سائنس کالج گرومندر)